# تبصرے

**Politics and Society during the Early Medieval Period** مرتبہ پروفیسر خلیق احمد نظامی تقطیع کلاں ضخامت ۴۴۷ صفحات طباعت، ٹائپ اور کاغذ اور گٹ اپ اعلیٰ۔ قیمت مجلد -/150 پتہ: پیوپل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، رانی جھانسی روڈ، نئی دہلی۔ 110055

پروفیسر محمد حبیب (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) برصغیر ہندو پاک کے بلند پایہ اور ممتاز مؤرخ تھے، برصغیر کے قرون وسطیٰ کی تاریخ ان کا خاص موضوع تھا، ان کی مستقل تصنیفات کی تعداد تو کچھ زیادہ نہیں ہے لیکن انھوں نے مقالات کثرت سے لکھے جو ملک کے بلند پایہ علمی اور تاریخی مجلات میں یا کسی کتاب کے مقدمہ کے طور پر شائع ہو کر ارباب علم و تحقیق کے حلقوں میں مقبول ہوتے رہے، ان کے انتقال کے بعد پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ایک منصوبہ کے ماتحت مرحوم کے منتشر مقالات کو یکجا کرنے کا کام شروع کیا اور مجموعۂ مقالات کی پہلی جلد شائع کی جو (۱) قرون وسطیٰ کا تصوف (۲) ہندوستان اور اس کا ایشیائی ماحول اور (۳) تاریخ نویسی کا طریق کار اور نقطۂ نظر، ان تین اہم عنوانات کے ماتحت متعدد بیش قیمت مقالات و مضامین پر مشتمل تھی، زیر تبصرہ کتاب اسی سلسلہ کی دوسری کڑی ہے جو کافی وقفہ کے بعد منظر عام پر آئی ہے، اس مجموعہ میں جو مستقل مقالات ہیں ان کے عنوانات یہ ہیں: (۱) عربوں کی فتح سندھ، (۲) سلطان محمود غزنوی (۳) شہاب الدین غوری (۴) ممالیک سلاطین ہند کے کارنامے (۵) علاء الدین خلجی کی فتوحات (ترجمہ) (۶) محمد بن تغلق (۷) ضیاء الدین برنی

۸) دلی سلطنت عہد متوسط کی ابتدا میں، ان مستقل مقالات کے بعد چند ضمیمے ہیں جو مختلف چھوٹی بڑی تحریروں پر مشتمل ہیں۔

اس میں شک نہیں پروفیسر محمد حبیب کا مطالعہ نہایت وسیع تھا، ذہن کھلا ہوا اور روشن تھا، طبیعت بڑی اخاذ بھی تھی اور نقاد بھی، پھر انداز نگارش اس درجہ دلآویز کہ تاریخ میں افسانہ کا لطف آتا ہے، اس لیے ہر تحریر جو ان کے قلم سے نکلتی تھی ارباب ذوق کے لیے مہدی افادی کے لفظوں میں خاصہ کی چیز" ہوتی تھی، لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تاریخ میں تحقیق اور اکتشافات جدیدہ کا قدم روز بروز بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے، نئے نئے ماخذ سامنے آرہے ہیں، سینکڑوں مخطوطات جو پہلے گوشۂ گمنامی میں تھے اب منظر عام پر آگئے ہیں، پھر تاریخ نویسی کے طریقۂ کار (Methodology) میں نمایاں فرق پیدا ہوا ہے، اس بنا پر پروفیسر محمد حبیب نے جن موضوعات پر مقالات لکھے ہیں ان پر مستقل محققانہ کتابیں شائع ہو گئی ہیں، اور ان کی روشنی میں موصوف کے بعض بیانات اور نتائج مشکوک اور محل نظر یا غلط ثابت ہو گئے ہیں، پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض مقامات پر خود مرحوم کو عربی یا فارسی کی کسی عبارت کو صحیح پڑھنے یا اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں مغالطہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے حافظ محمود خاں شیرانی نے ایک ہنگامہ پیدا کر دیا تھا، خوشی کی بات ہے کہ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے صرف ترتیب نہیں کی بلکہ غائر نظر سے ان مقالات کا تنقیدی مطالعہ بھی کیا اور اپنے طویل اور بصیرت افروز مقدمہ میں ایسے تمام مقامات کی نشاندہی کی ہے، جس سے یہ کتاب اپ ٹو ڈیٹ مکمل اور تاریخ کے طلبا و اساتذہ کے لیے ایک ارمغان بن گئی ہے، یاد رکھنا چاہیے اس سلسلہ میں پروفیسر نظامی نے جو کچھ لکھا ہے اسے ہرگز نکتہ چینی یا خوردہ گیری نہیں کہا جا سکتا اور نہ اس سے پروفیسر محمد حبیب کی علمی عظمت اور بزرگی پر کوئی حرف آتا ہے ہمارے سلف میں اور اب تو مغرب میں بھی یہ دستور عام ہے کہ مصنف ایک کتاب لکھتا ہے اور اس کے بعد اس کا کوئی شاگرد یا معاصر یا کوئی اور متاخر عالم اس کتاب پر استدراکات لکھ کر اس کتاب کی